''ہرفن مولا'' کا تجزیاتی مطالعہ

ڈاکٹر ثوبیہ نسیم، لیکچرار شعبۂ اُردو، گورنمنٹ رابعہ بصری کالج برائے خواتین، لاہور

Abstract

The play "Har Fun Maula" written by Atta ul Haq Qasmi is the story of a illiterate and foolish young son of a rich person, who has been deceived by a clever and greedy man on a false motivation to be a politician, poet some time and other time a journalist.

The play presents another hard working charactor, who promotes himself from the hairdresser to a business man and finally a famous rich property dealer of the city. This play presents the real values of our society and teaches the society not to be exploited by greedy cheaters. Hard work is key to success.

عطاء الحق قاسمی کے ڈراموں میں موضوعات کا تنوع بے حد نمایاں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے ڈرامے میں کوئی نہ کوئی مقصد بھی ضرور موجود ہوتا ہے۔ ہر کھیل میں ان کا پیغام واضح ہوتا ہے۔ عطاء الحق قاسمی نے اپنے ڈرامے ''ہرفن مولا'' میں متنوع موضوعات کو اپنے تخلیقی ذہن، تیز قوتِ مشاہدہ اور گہرے تجربے کی بناء پر طنز و مزاح کے پیرائے میں پیش کیا ہے۔ اس ڈرامے میں جعلی سیاست دانوں اور حکومتوں، حکومتی اداروں اور ان کی جعلی پالیسیوں، جعلی ہسپتالوں، جعلی طالب علموں، جعلی استادوں، جعلی پرائیویٹ یونی ورسٹیوں، جعلی ڈگریوں، جعلی علماء، جعلی پیروں، جعلی دانشوروں، جعلی ڈاکٹروں، جعلی حکماء، جعلی صحافیوں، دوہری شخصیت کے مالک انسانوں اور ایسے ہی بے شمار کرداروں کے ذریعے ہماری زندگی کے اجتماعی و انفرادی، سیاسی و سماجی، قومی و معاشرتی، ذہنی و نفسیاتی اور اخلاقی مسائل کی حقیقی تصویر کشی کی ہے۔

ڈراما ''ہرفن مولا'' ایک چودھری گھرانے کی کہانی ہے۔ یہ مرکزی کردار ناشاد (سہیل احمد) اور ان کے خاندان کے گرد گھومتی ہے۔ اندرونِ شہر خاندانی حویلی میں ناشاد اپنی بیوی سلمٰی (صباء فیصل)، بیٹی نیلم (سائرہ خان) اور ایک بھائی (جو ماڈرن اور پلے بوائے ٹائپ کا انسان ہے) آزاد (کاشف محمود) کے ساتھ رہائش پذیر ہے لیکن باپ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد حویلی گروی رکھ کر ڈیفنس میں شفٹ ہو جاتا ہے۔ وہ ایک ارب پتی باپ کا ان پڑھ کم عقل اور احمق بیٹا ہے اور اپنے مرحوم باپ دلشاد علی چودھری کی دن رات محنت سے کمائی ہوئی دولت اللے تللے اڑا دیتا ہے۔ وہ ایک حریص، منافق اور دہری شخصیت کے مالک آدمی عبدالشکور عاصی عفی عنہ (جواد وسیم)، (جسے ناشاد ہمیشہ طنزاً علامہ کمرشل سروس کے نام سے پکارتا ہے) کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ علامہ کمرشل سروس کی سربراہی میں، اپنے چھوٹے بھائی آزاد کے ساتھ مل کر اپنی دولت کو دن دونا رات چوگنا کرنے کے لیے، کبھی صحافی بن کر روزنامہ ''فساد'' نکالتا ہے، کبھی سیاست دان بن کر ایم این اے کا الیکشن جیت کر وزیر اعظم بننے کے

خواب دیکھتا ہے، کبھی کسی شاعر سے شاعری خرید کر جعلی شاعر بننے کی کوشش میں لوگوں سے گندے انڈے اور ٹماٹر کھاتا ہے، کبھی فلم ساز بن کر، سپر ہٹ فلم بنا کر ارب پتی سے کھرب پتی بننا چاہتا ہے، کبھی اپنے ہم شکل بدمعاش کا روپ دھار کر لوگوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کر کے ان سے رقم وصول کرتا ہے اور بدلے میں اصلی بدمعاش سے شدید مار کھا کر ہسپتال داخل ہوتا ہے، کبھی اپنے گاؤں سے آئے ہوئے ان پڑھ، پینڈو، چچا زاد مختار علی عرف موکھا (نسیم وکی) کے ساتھ مل کر کاروبار کرنے کا سوچتا ہے۔ ایک فراڈیے اور خواجہ سرا ڈاکٹر ریحان کے ہاتھوں بے وقوف بنتا ہے۔ پرائیویٹ ہسپتال اور یونی ورسٹی چلانے کے چکر میں کروڑوں روپے ضائع کرتا ہے۔ آخر میں ڈاکٹر ریحان دوسرے خواجہ سراؤں کے ساتھ مل کر ناشاد اور موکھے کو اغوا کر لیتا ہے اور 50 کروڑ تاوان کا مطالبہ کرتا ہے لیکن ناشاد کی پڑھی لکھی اور سگھڑ بیوی اپنے دیور ارشد (جو ناراضگی کی وجہ سے ان لوگوں سے علیحدہ رہتا ہے) کی مدد سے بغیر تاوان ادا کیے، دونوں کو آزاد کرا لیتی ہے۔ بظاہر ناشاد اپنے کم عقل، ناسمجھ اور احمقانہ رویے کی وجہ سے ارب پتی سے دیوالیہ ہو جاتا ہے لیکن سلمٰی بیگم اپنی سمجھ بوجھ اور عقل مندی سے، پسِ پردہ رہ کر ارشد کی وساطت سے ساری پراپرٹی خرید لیتی ہے۔ دوسری طرف ناشاد کا خاندانی حجام گلزار (اسمٰعیل تارا) کو معاشرے کا محنتی نوجوان دکھایا ہے کہ وہ کیسے اپنی محنت کے بل بوتے پر حجام سے ترقی کر کے آڑھتی اور پھر پراپرٹی ڈیلر بن جاتا ہے۔ عطاء الحق قاسمی اس ڈرامے کے پس منظر میں لوگوں کو یہ درس دینا چاہتے ہیں کہ کس طرح محنت اور عقل مندی سے انسان کروڑ پتی بن سکتا ہے اور کس طرح ایک بے وقوف اور احمق آدمی لاکھ پتی سے ککھ پتی ہو جاتا ہے۔

عطاء الحق قاسمی کے ہر ڈرامے میں کوئی نہ کوئی کردار ایسا ضرور ہوتا ہے جو معاشرے کی ناآسودگیوں پر کڑتا ہے جیسے ''شب دیگ'' کا ''انکل کیوں'' اور ''ہر فن مولا'' کا جاجا (علی اعجاز) ہے۔ جو ہمیشہ سچی اور کھری بات منہ پر کڑھتا ہے۔ اس وجہ سے لوگ اسے جاجا منہ پھٹ کہتے ہیں۔ اس ڈرامے میں جاجے کو ایک نشئی کے طور پر پیش کیا ہے لیکن اس کردار کے ذریعے زندگی کے گھمبیر مسائل مثلاً جھوٹ، ظلم وستم، قول وفعل میں تضاد، عطائی ڈاکٹر، ذخیرہ اندازی، منشیات، منافقت، مشکلات و مصائب، غیر انسانی سلوک وغیرہ کو طنز و مزاح کے پیرائے میں پیش کیا ہے۔ جاجا منہ پھٹ بڑے خوش گوار موڈ میں چھت پر اپنی ہیروئن طلعت سے باتیں کر رہا ہے کہ جب بھی وہ کسی تلخ حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے تو لوگ جواباً اسے مارتے ہیں۔

منشیات ایک ایسا معاشرتی مسئلہ بن چکا ہے جس سے طرح طرح کے مسائل جنم لے رہے ہیں۔ معاشرے کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں۔ دراصل منشیات کے مہلک اثرات فردِ واحد یا اس کے خاندان تک محدود نہیں رہتے بلکہ وہ پورے معاشرے اور ملک کے سیاسی، معاشرتی نظام کو بھی متاثر کرتے ہیں۔ عطاء الحق قاسمی نے بھی اپنے ڈرامے میں اس لعنت اور اس سے منسلک لوگوں پر تنقید کی ہے اور انسان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی کوشش کی ہے کہ وہ انسان جو ایثار و ہمدردی کا پتلا تھا، آج خودغرضی اور ہوس پرستی کا مجسمہ بن گیا ہے کیوں کہ اس کے آقاؤں نے اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔

عطاء الحق قاسمی معاشرے میں گداگری کی لعنت کو بھی طنز و مزاح کے پیرائے میں پیش کرتے ہیں کہ کس طرح ہمارے ملک میں بھیک مانگنے کے کئی طریقے ایجاد ہو گئے ہیں۔ کوئی بے یار و مددگار مسافر بن کر مانگتا ہے۔ کوئی فریاد کرتا ہے۔ کوئی گانا گا کر اور کوئی سارنگی بجا کر مانگتا پھرتا ہے کوئی جعلی اپاہج اور کوئی نابینا بن کر مانگتا ہے۔

آج کا انسان مسائل کی دلدل کی اتھاہ گہرائیوں میں پھنسا ہوا ہے اور اس کو چاروں طرف سے مسائل نے گھیر رکھا

ہے۔ سیاسی مسائل، سماجی مسائل، انتظامی مسائل، معاشی مسائل، ذہنی ونفسیاتی مسائل نے اس کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔ عطاء الحق قاسمی نے اس ڈرامے میں سیاسی مسائل کے پیشِ نظر نام نہاد حکمرانوں کی شخصیت کے ان تمام گوشوں کو بے نقاب کیا ہے جو وہ بظاہر معصوم عوام سے چھپا کر رکھتے ہیں اور عوام کس طرح ان کے ہاتھوں بے وقوف بنتی ہے۔ ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں:

آزاد: مولے گھابہ گیر! تجھے پتا ہے، دنیا کے سارے مسائل کا حل کیا ہے؟

مولا: جی صاحب! مجھے پتا ہے۔

آزاد: اچھا بتا کیا حل ہے؟

مولا: صاحب جی! حلوہ پوری، چکڑ چھولے، کڑاہی گوشت، مرغ روسٹ، بریانی، گاجر کا حلوہ اور۔۔۔۔۔بٹیرے۔۔۔۔۔بس صاحب جی! یہ سب کچھ مل جائے تو دنیا کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

آزاد: یہ تو تیرے مسائل کا حل ہے۔ میں ساری دنیا کے مسائل کی بات کر رہا ہوں۔[۱]

عطاء الحق قاسمی لطائف، کہاوت اور چٹکلے کے برمحل استعمال سے مزاحیہ صورت پیدا کر لیتے ہیں۔ وہ ان چیزوں کو اس خوب صورتی سے برتتے ہیں کہ ان کے ذریعے نئے نئے نکتے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ وہ ان چیزوں سے نہ صرف طنز ومزاح کا کام لیتے ہیں بلکہ واقعات کی وضاحت بھی انہی سے کرتے ہیں۔

جاجا: یار! تم واقعی کمال کر رہے ہو۔ اب تمہاری پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے۔

گلزار: پانچوں گھی میں رہیں تو کوئی حرج نہیں لیکن سر کڑاہی میں نہیں ہونا چاہیے۔

جاجا: (ہنستے ہوئے) انسان کے پاس جب ڈھیر سارا پیسا آ جائے تو اس میں مزید اضافے کی خاطر کڑاہی سمیت ہر جگہ سجدہ کرنا پڑتا ہے۔[۲]

عطاء الحق قاسمی کے ہاں لفظی مزاح کامیاب حربہ پنجابی الفاظ کا برمحل استعمال ہے۔ پنجابی الفاظ کا استعمال ان کے ''لاہوریے'' ہونے کی دلیل ہے۔ پنجابی الفاظ کا استعمال خوب صورت انداز میں ان کے ڈراموں میں بھی نظر آتا ہے ڈراما ''ہرفن مولا'' میں نہ صرف لفظی مزاح کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں بلکہ مکمل پنجابی جملے اس طرح استعمال کیے ہیں کہ اردو زبان میں اجنبیت کا احساس تک نہیں ہوتا۔ گلزار اور مہنگے کے درمیان مکالمہ ملاحظہ فرمائیں:

مہنگا: او سانوں نیر والے پل تے بُلا کے۔۔۔۔۔

گلزار: کل میں راوی دے پُل دے اُتے گیا، تے میں نے کیا ویکھیا کہ۔۔۔۔۔۔

مہنگا: سر جی! کیوں پنجابی دی ٹنگ توڑ دے او۔ او! پل دے اتے نئیں جاتے۔ پل پر جاتے ہیں۔[۳]

دراصل عطاء الحق قاسمی کے ہاتھ میں سب سے بڑا ہنر یہ ہے کہ وہ ایسے کردار کو پکڑتے ہیں۔ جس کا تعلق کسی گلی محلے سے، لکشمی چوک سے یا ماضی کے کسی جھروکے سے ہو، نہ صرف انہوں نے اس کردار کو دیکھا ہوا ہو، بلکہ برتا ہوا بھی ہو۔

ڈراما ''ہرفن مولا'' میں سارے کردار ایسے ہی ہیں جن سے ہمارا روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ مثال کے طور پر چودھری ناشاد کا ہمسایہ، غمگین فیروز پوری (اسلم کولسری) جو ہمیشہ زندگی کا تاریک پہلو دیکھتا ہے اور چھوٹی چھوٹی فضول باتوں کی ٹینشن لے لیتا ہے۔ پہلی دفعہ اپنی بیوی کے ساتھ ناشاد کے گھر آتا ہے۔ مکالمہ ملاحظہ فرمائیں:

غمگین: مجھے دکھی شخص کو غمگین فیروز پوری کہتے ہیں۔ یہ میری بیگم مسرور ناہید ہیں۔

ناشاد: کام کچھ الٹ نہیں ہو گیا۔

غمگین: کیا مطلب؟

ناشاد: میرا مطلب ہے بہت خوشی ہوئی آپ تشریف لائے۔ حالاں کہ پہلے ہمیں اپنے ہمسایوں سے ملنا چاہیے تھا۔[۴]

مختصر یہ کہ عطاء الحق قاسمی نے اس ڈرامے میں مختلف کرداروں کے ذریعے ہمارے معاشرے کے بے شمار گھمبیر مسائل کو طنز و مزاح کے انداز میں پیش کیا ہے۔ ہر کردار اپنے مخصوص انداز میں کسی نہ کسی معاشرتی برائی کی نشان دہی کرتا ہے۔ عطاء الحق قاسمی نے اس ڈرامے میں ہر کردار کی حیثیت، مزاج اور ماحول کے مطابق مکالمہ تخلیق کیا ہے۔ یہ مکالمے حقیقت پر مبنی، عام فہم اور سادہ زبان میں تحریر کیے گئے ہیں جو اپنی ثقافت کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ پلاٹ میں بھی کوئی الجھاؤ اور پیچیدگی نہیں ہے۔

حواشی:

۱۔ عطاء الحق قاسمی، ''ہرفن مولا'' (زیرِ ترتیب ڈراما)، مرتب: ثوبیہ نسیم، ص: ۱۵۰۔۱۵۱

۲۔ ایضاً، ص: ۸۷

۳۔ ایضاً، ص: ۲۴۷

۴۔ ایضاً، ص: ۲۸۸